مطبوعات

FREEDOM FOR QURAN

مؤلف: احمد نواز

ضخامت ۲۴۱ صفحات مجلد

قیمت: ۵۱/- روپے

پبلشر اور ملنے کا پتہ نامعلوم

عرصے کے بعد ایک دلچسپ کتاب سامنے آئی ہے۔ تبصرے کی کتابوں کا سارا ڈھیر چھوڑ کر پہلا نمبر اسے دیا۔ پڑھا تو یوں لگا جیسے کوئی ذہین بچہ "لیگو" سے کھیل رہا ہو۔

کتاب کا مقصد تمہیدی صفحے میں یہ بتایا گیا ہے کہ قرآن کو (اس معنی میں) آزاد کرایا جائے کہ خدائی احکام کی توضیح خود قرآن ہی سے ہو جائے.... باقی ہر چیز انسانی چرب زبانی ہے۔ بعد کے صفحوں میں قرآن کو انسانی مداخلت (HUMAN TOUCH) سے تحفظ دلانے کے الفاظ بھی استعمال ہوئے ہیں۔

مگر سوال یہ ہے کہ آیا دو سو اکتالیس صفحے کی یہ کتاب خود قرآن کے متعلق انسانی کاوشوں پر مشتمل نہیں ہے؟ اور اس میں تفسیر و توضیح نہیں کی گئی ہے؟ جا بجا فرمایا کہ فلاں لفظ کو سمجھنے کے لیے فلاں حصۂ قرآن دیکھیے۔ اور فلاں آیت کی تشریح فلاں کی مدد سے کیجیے۔ پھر کہیں اپنے اقتصادی موضوعات اور کہیں معروف سائنسی بحثوں کا سانچا بنا کر قرآنی آیات و اصطلاحات کو ان میں ڈھال دیا ہے۔ کمال تو یہ ہے کہ مارکس اور سارتر اور کئی دوسرے مغربی عالموں کے حوالوں سے قرآن کی وضاحت کی گئی ہے —— دریافت طلب یہ ہے کہ اگر قرآن کے احکام اور بیانات اور مطالب پر کسی انسان (حتیٰ کہ خدا کے رسولؐ) کو بھی کلام کرنے کا حق نہیں ہے تو یہ حق آپ کے لیے کہاں سے برآمد ہوا؟ قرآن جانتے اور قرآن کے پڑھنے والے جانیں۔ وہ جس آیت یا اصطلاح کا مفہوم جو چاہیں اختیار کریں اور جس حصے کو جس دوسرے حصے کی مدد سے چاہیں سمجھیں۔ بیچ میں بولنے والے آپ کون؟ جس جرم کا مجرم آپ نے (نعوذ باللہ) پیغمبرؐ سے لے کر تمام صحابہ و اسلاف تک کو بنا ڈالا اور اس ناوک کی زد سے کوئی مرغ قبلہ نما بھی نہ بچ سکا۔ خود اسی کے مرتکب ہو کر آپ نے سامنے آنے کی جرأت کیسے کی ہے؟ دیانت داری کا تقاضا یہ ہے کہ

اپنی اس کتاب کو واپس لیجیے اور دستِ مبارک سے خود ہی چولہے میں جھونک دیجیے۔ ورنہ دیگراں را نصیحت کر کے خود میاں فضیحت بننے سے بات اور بگڑے گی۔[1]

افسوس کہ میرے پاس صفحات کم ہیں اور یہ کتاب ہر صفحے پر ایسے کرشمے رکھتی ہے کہ دل کہتا ہے کہ جا اینجا ست! آخر ہر نکتہ لطیف پر کیسے بحث کی جاسکتی ہے۔ بس چند مختصر گذارشات!

صفحہ ۲ پر بڑے طنزیہ انداز میں قرآن کی آیت (۶۲-۵) کو چسپاں کرتے ہوئے کہا گیا ہے کہ ہمیں تو تاکید کی گئی تھی کہ تم انبارِ کتب سے لدے ہوئے گدھے نہ بننا۔ (ص ۲)

اصل آیت پر تو گویا نظر ہی نہیں۔ "ڈاکٹرز آف انڈکس" جب قرآن کی آیات اِدھر اور اُدھر سے نکال کر تشریح کرتے ہیں تو بڑے لطائف پیدا ہوتے ہیں۔ آیت جس کا حوالہ دیا گیا ہے اُسے سورۃ جمعہ میں ملاحظہ فرمایئے۔ کہا یہ گیا ہے کہ جن لوگوں کو تورات کا بار اٹھوایا گیا تھا، انہوں نے بعد میں اسے (حقیقت میں) اٹھا کر نہیں دیا۔ اُن کی مثال اُس گدھے کی سی ہے جس پر کتابیں لدی ہوں (کہ وہ نہ اُن کو سمجھ سکے اور نہ اُن پر عمل کرے)۔ یعنی تورات کو انہوں نے خدا کی کتاب کی حیثیت سے اُٹھا تو لیا، مگر نہ اُس سے رہنمائی حاصل کی اور نہ اُس پر عمل کیا۔ اسی بات کو قرآن نے ایک دوسرے انداز سے سورۃ مائدہ میں پیش کیا۔ آیت ۶۸ میں کہا گیا ہے کہ اے اہل کتاب تمہارا کوئی موقف نہیں ہے اُس وقت تک جب تک تم تورات اور انجیل کو اپنی زندگیوں میں عملاً قائم اور نافذ نہ کرو۔ پیچھے آیت ۶۶ میں یہ بھی کہہ دیا کہ اگر وہ تورات و انجیل پر عمل کرتے تو وہ تحت و فرق سے رزق پاتے۔ مگر زور سلوگنی گفتگو آپ کے پورے تلبیس کو ساقط الاعتبار نہ کر دے۔

مگر احمد نواز صاحب نے اپنے تحفظ کے لیے راہ استثنیٰ نکال لی ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ چونکہ میری باتیں

---

[1] یہاں آپ کے کچھ ہم نوا اور بھی ہیں۔ ان سب کی کتابوں اور رسائل کو جمع کیا جائے تو بات انبار تک محدود نہیں رہتی بلکہ انہیں اٹھوانے کے لیے کسی خرکار کی خدمات لینی پڑیں گی اور پھر اُو پر معتزلہ اور خوارج میں سے جن لوگوں نے "خالص قرآن" اور "فقط قرآن" کا نعرہ لگایا تھا اُن کی لکھی ہوئی تفسیریں اور کتابیں بھی بڑی بڑی ہیں۔ وہ سارا حساب آپ ہی کے کھاتے میں ہے، اور آپ ہی جائز وارث ہیں۔ کیا خیال ہے ان انسانی نگارشات کے متعلق!

کسی پیشہ ور مذہبی پیشوا کی تخلیق نہیں ہیں، اس لیے میرے پیغام کو مسترد نہ کیا جائے۔ اب ایک اور مسئلہ پیدا ہو گیا کہ پیشہ ور مذہبی پیشوا اگر قرآن کی کوئی تشریح کرے یا دین کا تصور پیش کرے تو مسترد، اور غیر پیشہ ور کرے تو واجب القبول۔ بلکہ پوری نفی تو یوں ہوتی ہے: "غیر پیشہ ور' غیر مذہبی، غیر پیشوا۔" مگر صاحب کون کہہ سکتا ہے کہ اس کتاب کے لکھنے کے بعد آپ اچھے خاصے دینی مفکر اور مدبر نہیں مانے جائیں گے اور دو چار اور کتابیں لکھ کر پیشہ ور نہیں بن جائیں گے۔ سوال یہ بھی ہے کہ سلف کے جن بزرگوں پر اعتراض ہے ان کے متعلق آپ کو ثابت کرنا ہو گا کہ پیشہ ور مذہبی پیشوا کون کون تھے۔

یوں بھی ہم جاننا چاہتے ہیں کہ دنیا میں کونسا علم، کونسا قانون اور کون سا مذہب یا ازم ایسا ہے کہ جس کے متعلق کتابوں کے انبار موجود نہ ہوں۔ کیا اقتصادیات، نفسیات، سائنس و تعلیم پر ہزاروں کتابیں موجود نہیں ہیں؟ شیکسپیئر اور ملٹن اور اقبال اور غالب کے بارے میں الماریوں تحریریں لکھی گئی ہیں۔ صرف رومن امپائر، صرف بغداد اور صرف جنگِ عظیم I و II پر بے شمار لٹریچر ہے۔ پھر یہ کیسے قابل تصور بات ہے کہ خدا کا ایک پیغمبر اٹھے، ۲۳ سال انقلابی کام کرے۔ جنگیں لڑے، نظام چلائے اور خاص اس دائرے کو علم اور فکر سے خالی رکھا جائے۔ کوئی ریکارڈ نہ ہو، کسی بحث کا ذکر نہ ہو، کوئی سوالات نہ اٹھے ہوں، اور جواب نہ دیے گئے ہوں، قرآن کے متعلق زبانیں بند رکھی گئی ہوں اور مسائلِ دین میں قلموں کے راہواروں کو کھونٹے سے باندھ دیا گیا ہو۔ کیا لایعنی بات ہے۔

پیدائشِ انسان یا قصۂ آدمؑ کے بارے میں ص ۱۵، ۸۰، ۸۱، ۸۸ کو دیکھنے سے معلوم ہوا کہ انسان کی تخلیق مروجہ نظریۂ ارتقاء کے مطابق ہوئی ہے۔ (حالانکہ خود اس نظریے پر مغربی داناؤں کا اتفاق نہیں ہے) اور آدم کی ساخت اور نفخ روح اور لَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ کی مناہی، پھر اهبطوا کا حکم وغیرہ سب کچھ اسی زمین پر ہوا ہے۔ باقی باتیں قرآن میں انسانی مداخلت ہیں۔ مگر ہم مؤلف کتاب سے پوچھتے ہیں کہ نظریۂ تخلیق کے متعلق جو نکات صفحہ در صفحہ آپ نے جس شکل میں بیان فرمائے ہیں، وہ قرآن نے کہاں دیے ہیں؟ آپ قرآن کے چند الفاظ کو لیتے ہیں اور پھر اپنے نتائجِ تدبر تفصیل سے بیان فرمانے لگتے ہیں۔ ایک اور دلچسپ نکتہ۔ حضرت نوحؑ کی قوم کا غرقِ طوفان ہونا یہ معنی رکھتا تھا کہ ان لوگوں نے من مانا سماجی اقتصادی نظام اختیار کر لیا۔ سو وہ جدید اصطلاح کے مطابق اقتصادی بلبلے کے پھٹنے (BURSTING OF ECONOMIC BUBBLE) سے تباہ ہو گئے (ص ۸۱)۔ پھر سورہ دہر کی طرف توجہ منعطف ہوتی

ہے۔ آیت ۱۱ میں ہے۔ فَوَقٰهُمُ اللّٰهُ شَرَّ ذٰلِكَ الْيَوْمِ...... یعنی بچا لیا اللہ نے ان کو اس یوم (قیامت) کے شر سے۔ اس "یوم" کی تشریح کرنے کے لیے انقلاب فرانس اور سوویت انقلاب (کے دنوں) کی مثال پیش کی گئی۔ (ص ۸۳) بہت سے مقامات پر قیامت، جہنم اور جنت کا معاملہ اسی طرح گول کر دیا گیا ہے۔

مذہبی لوگوں پر غیظ و غضب کا ایک چھینٹا ص ۴۲ پر یوں ڈالا گیا ہے کہ "جب تم دنیا میں آتے ہو تو یہی لوگ سب سے پہلے تمہارے سکون میں مخل ہوتے ہیں" (یعنی اذان کہتے ہیں) "اور سب سے آخری ہوتے ہیں جو تمہیں مرنے کے بعد آرام کے لیے چھوڑتے ہیں" یعنی جنازہ پڑھتے ہیں۔ اور "یہ لوگ بچوں کو ختنے کی اذیت میں ڈالتے ہیں، گویا کہ خالق نے اپنے کام میں کوئی غلطی کر دی ہے"۔ مجھے یاد آیا کہ بچپن میں یہ آخری دلیل سکھوں سے سنا کرتے تھے کہ تم لوگ فطرت میں خلل ڈالتے ہو۔ جہاں دایہ کی زچہ گیری اور زچہ و بچہ کے آخری جسمانی تعلق کو ختم کرنا، بلکہ ناخن اور بال ترشوانا، حتیٰ کہ خدا کے بے لباس پیدا کردہ جسم کو لباس میں لپیٹنا ان "قرآنیوں" کے فلسفے کی رو سے (نعوذ باللہ) خدا کے کار نا تمام کی تکمیل ہے یا پھر اصلاح۔

عبادات کا تصور بھی خوب ہے۔ صفحہ ۵۲ پر نماز کی شان میں فرمایا کہ "ہماری نماز صحت و صفائی کے لیے ضروری ہے۔ سجدے میں ہوں تو قلب سے دباؤ ہٹ جاتا ہے۔ بیٹھیں (قعدہ میں) تو زیریں حصے کے جسم کی رگوں میں خون دوڑتا ہے۔ اور اس ورزش کی وجہ سے وہ پھولتے نہیں بلکہ لچکدار رہتے ہیں (۵۲) حرام ہے جو کوئی ذکر تقویٰ یا روحانیت وغیرہ کا ہو۔ ص ۸۴، ۸۵ پر مسئلہ قربانی پر چھری چلائی گئی ہے۔

لیجیے صدقات کی تعریف بھی سن لیجیے "یہ وہ ادائیگیاں ہیں جو بعض ذمہ داریوں کو پورا کرنے کے لیے کی جاتی ہیں۔ جیسا کہ محنتانہ، حصہ دارانہ منافع یا بل کی ادائیگی وغیرہ"۔ اور زکوٰۃ؟ "اقتصادی ترقی کے لیے ایسی ادائیگیاں جو سرمایہ کاری (INVESTMENT) کی صورت میں پوری ہوں گی (ص ۱)

معراج النبی کا بیان بھی ملاحظہ ہو۔ انسان کے من گھڑت افسانوی ڈھکوسلوں کی مثال دیتے ہوئے فرمایا کہ "ایک شخص آسمانوں پر جاتا ہے اور وہاں سے وہ قرآن کے علاوہ بھی کچھ خدائی ہدایات لے کر آتا ہے"۔ (ص ۵۰)

ابھی آدھی سے زیادہ کتاب باقی ہے جس میں "بے آمیز قرآنی دین" کے مسائل کی بے شمار دلچسپیاں اور لطائف دامن توجہ کھینچتے ہیں خصوصاً مرتد کی بحث بڑی ماہرانہ ہے۔ بات ختم کرنے سے پہلے صرف ایک بنیادی تصور۔ مؤلف نے قرآنی جیومیٹری کے تحت ایک "مثلث دروغ" دریافت کی ہے۔ اس کے تین اضلاع یہ ہیں:- ۱- احادیث ۲- تفاسیر ۳- سیرت۔ (ص ۳۰) قرآن اس مثلث میں بند ہے (باقی بر صفحہ ۱۸)